

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۴۵) — ہر ہفتہ بروز جمعہ شائع ہوتا ہے - ۹ نومبر سنہ ۱۹۰۶ء — جلد (۲۴)

گلدستۂ اخبار

بمبئی کا ایک ذرضی تاجر محمد علی حاجی قاسم کو ۹ ماہ کی قید سخت ہوئی کیونکہ اس نے حاجیوں کا آٹھ سو روپیہ لوٹا تھا - **چین** میں پیکن سے کالگن تک جو ریل تیار ہو گیا ہے اس کا افتتاح یکم اکتوبر کو ہوا - اس لائن کے ذریعہ سے پیکن اور لندن کے مابین صرف ۱۲ دن کا رستہ رہجائیگا - **شمالی امریکہ** میں ہارے کی ایک جھیل دریافت ہوئی ہے - **لاہور** کے چڑیا گھر میں بہت سی ایزادیں ہوئی ہیں اور اب وہ عوام کے لئے کھل گیا ہے **اغلب** ہے کہ لاہور میں بھی آگرہ کی طرح امیر کابل کے لئے ایک کیمپ تیار ہو - **چھاونی** پونا میں انگریزوں کے درمیان بھی پلیگ کا زور ہے چنانچہ دو لیڈیاں بھی فوت ہو چکی ہیں **میتھوڈسٹ** مشن کے سامنے سن رسیدہ پادریوں اور کار گذاروں کا حال دیکھ کے ایک پراویڈنٹ فنڈ کھولنے کی تجویز پیش ہے - اسمیں روپیہ بڑھانے کے لئے ایک رائے یہہ پیش کی گئی ہے کہ کلیسیا میں سال میں ایک اتوار ایسا چندہ دیا کریں - (مخزن مسیحی) **ہولناک** واقعہ امریکہ میں سخت طوفان آیا - آندھی کی رفتار ۱۳۰ میل فی گھنٹہ تھی - ریلیں سڑک پر سے بہ گئیں - عمارتیں ایسی ہل گئیں گویا زلزلہ ہے - بہت سی جانیں تلف ہوئیں - **ریڈ کرسچن** کالج لکھنؤ کے تیس نوجوان طلباء نے مسیح کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو مخصوص کر دیا ہے - کالج کی پڑھائی کے ساتھ ساتھ انکو اس خدمت کے لئے بھی تعلیم دیجارہی ہے - **افریقی تجارت** شراب کی کانفرنس

ہے جو آجکل برسلز میں منعقد ہو رہی ہے اس بات پر اتفاق کر لیا ہے کہ اس کے محصول میں پچاس فیصد فرنک کا اضافہ کرے - **باغیان روس** نے دس دن میں ایکسو تین پولیس مین اور ستر ہزار نقد لوٹا - **یکم نومبر** کو تحصیل گکھڑ کے خار سنگاروں نے مشر مارے گئے - اسکے بعد عرضداشت روانہ کی ہے اور شہزادہ صاحب موصوف کا جو سلسل دعوے جنا گر پر ہے وہ طلب کیا ہے - **مونٹ نیگرو** کی سب سے پہلی پارلیمنٹ ۳۱ اکتوبر کو مقام گنتی میں قائم ہوئی - **کیا گمسو واقعہ** چین میں نہایت ہی شدت کا قحط پڑا ہوا ہے - اندازہ لگایا گیا ہے دس مہین آدمی کال سے بھوکے مر رہے ہیں - وہاں کے مجسٹریٹ لوگوں کو نقل مکانی کرنے سے روکتے ہیں مگر انکی امداد کسی صورت سے نہیں کرتے - **روس** میں فساد اور بلوے بدستور جاری ہیں - **بلا تار کی تار** برقی کی کانفرنس میں جو برطانوی ڈیلیگیٹ گئے تھے وہ اس کے نتائج سے بخوبی مطمئن ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ ہمارے جہازوں کے لئے یہہ کام مفید ہے - **سنٹرل کرسچن** اکیڈمی کے لئے جو ہندوستانی مسیحیوں کے ہاتھ میں ہے ۳ ستمبر تک ۲۸۸۵ روپیہ ۱۵ چندہ اور عطیات کا وصول ہوا - **سکرٹری آف سٹیٹ** نے سوات میں نہر کھدائی کے لئے حکم دیدیا ہے اور اس تنل کی بھی تعمیر اسمیں شامل ہے جو ملاکنڈ میں سے بنے گا - **امریکہ کے مشہور** و معروف کروڑپتی مسٹر کارنگی نے سینٹ انڈریوز یونیورسٹی کے متعلق ایک لائبریری خانہ کے لئے ۱۰ ہزار پونڈ دیا ہے اور ڈنڈی کی فیزیکل لائبریری کے لئے ۱۱ ہزار پونڈ عطا کیا ہے - **ہفتہ مختتمہ** ۳ نومبر میں کل ہندوستان کے اندر ۵۲۳۰ اموات پلیگ میں سے

۲۷۹۹ اموات بمبئی پریزیڈنسی میں ہوئیں **بسیتان** میں اب پلیگ کا زور کم ہے - **امیر کابل** ۱۷ جنوری کو کانپور میں تیام کرینگے اور سرکاری اور دیگر کارخانہ جات کا ملاحظہ کرینگے **ہوگلی** کالج کے سابق پرنسپل مسٹر ای کینڈلر صاحب پٹیالہ گئے ہیں اور انہوں نے موہندر کالج کے پرنسپل سے اس کا چارج لیا ہے - **پٹیالہ** میں وائسرائے صاحب کی تشریف آوری کی بڑی تیاریاں ہو رہی ہیں اور موتی باغ وائسرائے اور اُن کے ہمراہیان کے لئے مخصوص کیا گیا ہے **نومبر کے آغاز** میں ایک دہقان نے لاہور میاں میر کی سڑک پر نہر کے ایک پل کے پاس جہاں ایک جھلار چل رہی تھی قریب پانچ فیٹ لمبا شل دودھ کے سفید براق سانپ مارا - پنجاب میں ایسے سانپ بہت کمیاب ہیں - **جرمن** کے ایک مشہور و معروف جنگی سامان کے کارخانہ کے مالک نے اپنی بیٹی کی شادی پر قریب بیس لاکھ روپیہ کارخانہ کے ملازموں کو خیرات میں دیا - **شاہ جرمن** بھی اس تقریب پر موجود تھے اور انہوں نے ایک پرجوش مبارکبادی دی - **اٹلی میں** فوج اور جہاز بڑھانے کی بڑی بھاری کوششیں ہو رہی ہیں **جاپان** میں نئی قسم کے جنگی جہاز بنانیکی تجاویز ہو رہی ہیں - **مغربی آسٹریلیا** نے اس امر کی تجویز کی ہے کہ اپنی گورنمنٹ علیحدہ کر لیں اس صورت میں آسٹریلیا کے اندر دو علیحدہ علیحدہ حکومتیں سرکار انگلشیہ کے ماتحت ہونگی - **گورنمنٹ کنیڈا** کا منشا ہے کہ اپنے ان ہندو مزدوروں کو آنے نہ دیں - **گورنمنٹ بنگال** نے ۳۰ روپیہ تک تنخواہ پانے والے ملازمان کے لئے گرانی غلہ کا الاونس مقرر کر دیا ہے - **کلکتہ** کے کسی میدان میں ایک شخص کسی درخت کے نیچے سوتا تھا کہ بھڑوں نے اسپر حملہ کیا اور ایسے ڈنگ مارے کہ وہ لڑکا

ایڈیٹوریل نوٹس

پنجاب ہینڈلوم سکول لاہور۔ بڑی خوشی کی خبر ہے کہ جہاں پنجاب میں سودیشی تحریک بڑے امن اور شائستگی سے دن بدن بڑھتی جاتی ہے اور سودیشی ساخت کی اشیاء کی مانگ زیادہ ہوتی جاتی ہے وہاں سودیشی ذرائیہ سے اشیاء بھی بہم پہنچانیکی قابل تحسین اور مفید تجاویز اور وسایل ظہور میں آرہے ہیں۔ جابجا کلیں ایجاد اور قایم کی جاتی ہیں اور انہیں لوگوں کو صنعت اور حرفت کی تعلیم بھی دیجاتی ہے۔ چنانچہ شاہ عالمی دروازہ لاہور میں پنجاب ہینڈلوم سکول بڑی اچھی صورت میں جاری کیا گیا ہے۔ اسمیں صرف چھ روپیہ داخلہ لیکر امیدواران کو بغیر کسی قسم کی زاید فیس کے کام سکھایا جاتا ہے۔ یہ ہینڈلومز پارچہ بانی کی دستی مشینیں ہیں۔ جب لوگ یہاں ان مشینوں پر کام سیکھ جائیں گے اور اس فن میں خوب مہارت حاصل کرینگے اور جابجا ایسے کاریگر دستیاب اور کارخانے قایم ہو جائینگے تو سودیشی کپڑا نہایت ارزان اور عام ہو جائیگا اور ملک ترقی کریگا۔ جو اصحاب خود یا اپنے لڑکوں کو اس صنعت کی تعلیم دلوانا چاہتے ہیں وہ وہاں کے مینیجر کشن سنگھ صاحب سے خط وکتابت کر لیں +

اخبار نصیر۔ یہ ایک سولہ صفحہ کا محمدی اردو اخبار ہے جو اس سال میں چند ماہ سے جاری ہوا ہے اور دانمباڑی سے چھپ کر شائع ہوتا ہے۔ یہ اخبار ہفتہ وار ہے۔ لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ ہے دینی دنیاوی خبریں شائع ہوتی ہیں۔ مذہبی اور پولٹیکل معاملات سے اس کو بہت ہی کم دلچسپی ہے اسی لئے ایسے مضامین بہت کم شائع ہوتے ہیں۔ عام خریداران سے قیمت بید پیشگی دو روپیہ ۲ رسالانہ ہے۔ نمونہ کا پرچہ ایک آنہ میں ملتا ہے +

الفاظ محمدی اور دیانندی۔ اکثر ہمیں یہ دیکھکر تعجب آتا ہے کہ مسلمان لوگ اپنے آپ کو محمدی اور آریہ لوگ دیانندی کہلانے سے بڑی شرم کھاتے ہیں اور اگر کوئی اُن کو اِن ناموں سے پکارے تو وہ اس سے سخت ناراض ہوتے اور چڑھتے ہیں اور بریچھوں والے طعنے دینے لگ پڑتے ہیں۔ تعجب کی بات ہے جبکہ محمدی لوگ محمد صاحب کو نبی یا رسول خدا مانتے اور آریہ لوگ پنڈت دیانندجی کو نہ صرف رشی بلکہ مہرشی اور اپنا رہنما سمجھتے ہیں تو محمدی اور دیانندی کہلانے سے کیوں شرماتے ہیں اور ناراض ہوجاتے ہیں۔ آریہ تو نہ صرف وہی لوگ ہیں جو اپنے آپ کو آجکل آریہ کہتے ہیں بلکہ کل ہندوستان کے لوگ آریہ ہیں ماسوائے اُن کے جو کابل یا عرب سے آکر آباد ہوئے یا انکی نسل سے ہیں۔ معاملہ یہاں ہی ختم نہیں ہو جاتا ہے بلکہ کل یورپ اور امریکہ کے باشندے بھی آریہ نسل سے ہیں جنہوں نے قدیم زمانہ میں وسط ایشیا سے جاکر وہاں سکونت اختیار کرلی۔ جہاں سے یہ لوگ نکلکر یورپ میں گئے وہاں ہی سے ہندوستان کے باشندے بھی آئے ہیں۔ ایسے باشندگان ہندوستان اور یورپ و امریکہ کا خواہ کوئی مذہب کیوں نہو اور وہ کسی رنگ ڈھنگ اور قطع وضع سے رہیں کیونکہ وہ سب آریہ ہیں حتیٰ کہ ہم مسیحی بھی اور محمدی کوئی آریہ نسل سے آریہ ہیں آریہ مذہب کا نام نہیں ہے بلکہ نسل کا نام ہے اگر مذہب کا نام ہو تو ہم انہیں دیانندی بھائیوں سے اس بات کا تاریخی ثبوت مانگتے ہیں بلحاظ مذہب کے لازم ہے کہ وہ اپنے آپکو ویدی کہیں اور کہلوائیں۔ پس آریہ کہلانا صرف انہیں کا حق نہیں ہے بلکہ ہمارا بھی اور مسلمانوں کا بھی پورا پورا حق ہے۔ اور ہندؤوں کا بھی۔ مگر محمدیوں ہی کا حق ہے کہ محمدی کہلائیں۔ نہ کہ مسلمان کیونکہ دین اسلام دین ابراہیم واسحاق ویعقوب ہے۔ اور یہی مذہب ابراہیمی اسلام ہے (یہاں ہم اسلام کی تعریف اور شرائط اور خواص کا ذکر نہیں کرتے کیونکہ یہاں اسکی گنجایش نہیں ہے اور نہ ہی موقع ہے۔ زیادہ توضیح کے لئے دیکھو الفرقان جلد اول حصہ اول مصنفہ پادری غلام مسیح پاسٹر انبالہ شہر چرچ۔ حال پاسٹر ڈیرہ دون چرچ) پس آخر میں ہماری دوستانہ صلاح ہے کہ اُن کے لئے جو اپنے آپ کو آریہ کہتے ہیں یہی ضروری اور موزون ہے کہ ویدی یا دیانندی کہلائیں اور جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں وہ اپنے آپکو محمدی کہیں اور کہلوائیں۔ یا ان دونوں ناموں سے چڑھنے اور شرم کھانے کی وجہ معقول بیان کریں۔ ہم عیسائی یا مسیحی ہیں اور ڈنکے کی چوٹ سے کہتے ہیں کہ ہم عیسائی یا مسیحی ہیں نہ عیسائی کلیسیا ابتدا میں اس نام سے شرمائی اور چڑھی ہے اور نہ ہم اب شرماتے اور چڑھتے ہیں اور نہ تا قیامت اس نام سے کہلانے سے شرمائیں اور چڑھینگے +

حضور لاٹ صاحب کی خوشنودی پنجاب گزٹ کے تازہ نمبر میں درج ہے کہ "حضور لاٹ صاحب پنجاب خوشی سے اس امر کا اظہار کرتے ہیں کہ وہ موضع ڈھلن ضلع لاہور کے باشندے جن کا تعلق فرقہ ڈھلن سے ہے جرائم پیشہ قرار دیئے ہیں" خوب! اس خوشنودی کے کیا کہنے ہیں۔ ایک فرقہ کو جرائم پیشہ قرار دیا جاتا ہے۔ اور اس واقعہ کا اظہار خوشی سے ہوتا ہے۔ آئندہ کے لئے گورنمنٹ کو ایسے موقعہ پر "پلیزڈ" کا لفظ استعمال نہ کرنا چاہئے۔ جس سے غلط فہمی پیدا ہوتی ہے۔ (از ہندوستان)



"محبت شریعت کی تکمیل ہے" - (رومی ۱۳: ۱۰)

خدا حاکم ہے اور مسیح ہمارا باپ ہے - لہذا خدا کی حاکمیت اور پدریت اس امر کی مقتضی ہے کہ انسان (خواہ مسیحی ہوں خواہ غیر مسیحی) اس کا حکم مانے جسکو دوسرے لفظوں میں شریعت کا پورا کرنا کہا گیا ہے لیکن انسان خدا کے احکام کی کثرت اور اپنی طاقت اور حالات کی قلت سے حیران ہے کہ کس کس حکم کو مانے اور کس کس کو نہ مانے جب فقیہوں میں سے ایک نے مسیح سے سوال کیا تھا کہ "سب حکموں میں اول کونسا ہے؟" اور یسوع نے جواب دیا تھا کہ "... تو خداوند سے جو تیرا خدا ہے اپنے سارے دل سے اور اپنی ساری جان سے اور اپنی ساری عقل سے اور اپنی ساری طاقت سے محبت رکھ - دوسرا یہہ کہ تو اپنے پڑوسی سے اپنی مانند محبت رکھ - ان سے بڑا حکم اور کوئی نہیں" (مرقس ۱۲: ۲۸ وغیرہ) تو اس سے خیال گذرتا ہے کہ اس عالم شرع کے ذہن میں یہہ تھا کہ اگر سب سے بڑا اور اول حکم معلوم ہوجائے تو اسی پر عمل کرنا کافی ہے - دیگر ساری باتیں اُسی میں آجاینگی - اس قدر بہت سے احکام کا (کیونکہ یہودیون نے شمار کیا ہوا تھا کہ کل عہد عتیق میں خدا نے ۶۱۳ احکام دیتے ہیں) ماننا تو بڑا دشوار ہے - مسیح نے اس لئے اسکو یہہ مختصر سا حکم دیدیا کہ خدا کو اور انسان کو پیار کرنا سب سے اول حکم ہے - پس جو شخص اسکو پورا کرے وہ ساری شریعت کو پورا کرتا ہے -

محبت رکھنا تمام نسبتی فرائض کا ست اور اجمال ہے - خدا کے تمام احکام اس ایک حکم یا اصول "محبت" کے مختلف انکشاف ہیں - احکام کی تکمیل صرف تین طرح سے ہوسکتی ہے - یعنی ڈر سے یا لالچ یا محبت سے ڈر یا لالچ سے جو تکمیل احکام کی ہوتی ہے وہ مستحسن نہیں ہے - بلکہ خودغرضی ہے - اور خودغرضی گناہ ہے - مگر جو تکمیل احکام محبت سے ہوتی ہے وہ مستحسن ہے اور خدا ایسی ہی فرمانبرداری چاہتا ہے - جہاں محبت ہے وہاں بےصبری - ظلم - حسد - شیخی - تکبر - خودغرضی - بدگمانی - بدکاری - ناراستی - نہیں ہے بلکہ ان برائیوں کے خلاف عمدہ باتیں ہیں - جو شخص محبت کرتا ہے وہ ان سب برائیوں سے بچا رہتا ہے اور ان کے مقابل کی خوبیوں سے بہرہور ہوتا ہے

محبت سے تمام کام آسان ہوجاتے ہیں - اس کا ثبوت دنیاوی اور مجازی عشق میں بخوبی نمایاں ہے - جہاں عاشقوں نے اپنے معشوقوں کے کل احکام مانے - انکی خاطر انواع واقسام کی مصیبتیں جھیلیں اور آخر کو انکی خاطر اپنی جانیں گنوائیں - اور اف تک نہ کی - والدین نے بچوں کی خاطر لاانتہا دکھ اور تکالیف سہیں اور اپنی جانوں کو بھی انپر نثار کردیا - قوم کے بڑے بڑے ہواخواہوں - لیڈروں - اور سپہسالاروں نے قوم اور ملک کی بہتری اور اصلاح کے لئے سخت اور جانکاہ کوششیں کیں اور جانیں گنوائیں - مگر جس کام کا انہوں نے بیڑا اٹھایا تھا اسکو کما حقہ پورا کردیا - یا کم از کم اسکی پختہ بنیاد ڈالدی - اگر سوال کیا جائے کہ آخر اس کی وجہ کیا تھی؟ تو صاف جواب یہہ ہے کہ ملک یا قوم یا خاندان کی محبت - اسی طرح عشق حقیقی میں بھی لوگوں نے سر کٹوائے - زندہ آگ میں جلائے گئے - شکنجے میں کھینچے گئے - درندوں سے پھاڑے گئے مگر پل بھر کی مصائب انکو بالکل آسان اور ہلکی سی معلوم ہوئیں اور انکو انہوں نے بلاچون وچرا خوشی سے برداشت کرلیا - اگر پھر یہی سوال کیا جائے کہ اسکی کیا وجہ تھی؟ تو ہم پھر وہی جواب دینگے کہ خدا کی محبت "کون ہمکو مسیح کی محبت سے جدا کریگا - مصیبت یا تنگی یا ظلم یا کال یا ننگے پن یا خطرہ یا تلوار ... کیونکہ مجکو یقین ہے کہ خدا کی جو محبت ہمارے خداوند یسوع مسیح کے وسیلہ سے ہے اُس سے ہمکو نہ موت جدا کرسکیگی نہ زندگی - نہ فرشتے نہ حکومتیں - نہ حال کی نہ استقبال کی چیزین نہ قدرتیں - نہ بلندی - نہ پستی - نہ کوئی اور مخلوق" - (رومیوں ۸: ۳۵ سے ۳۹) پس محبت رکھنا شریعت کو پورا کرنا ہے - بغیر محبت رکھنے کے خدا کی شریعت کو پورا کرنا ناممکن ہے -

خدا محبت ہے - وہ خود محبت کرتا ہے اور یوں اپنی شریعت کو یعنی جو کچھ اُس نے اپنے ازلی ارادہ میں عالمین کی بابت مقرر کرلیا ہے پورا کرتا ہے اور اُن سے کبھی تجاوز نہیں کرتا - خلقت میں خدا کی محبت عجب طرح سے بذریعہ انواع واقسام کے ظہورات وعملیات کے بخوبی ظاہر ہوتی ہے خصوصاً بنی آدم کے ساتھ جو وہ سلوک کرتا ہے اُس میں اُس کی محبت اور زیادہ واضح طور پر نمایاں ہوتی ہے - دنیا میں خداپرست اور منکر خدا - راستباز اور بدکار ہر دو قسم کے لوگ ہیں - طبعی اور ضروری بات ہے کہ خدا اپنے پرستاروں کو اور راستبازوں کو پیار کرے مگر یہہ امر بھی اس سے کم طبعی نہیں ہے کہ وہ منکران اور بدکرداران کو بھی پیار کرتا ہے - خدا کی اس محبت کا ایک مختصر بیان متی ۵: ۴۵ و ۴۶ - ۷: ۲ سے ۳۵ آیات تک میں ہوا ہے - اور اس سے بڑھکر جو محبت بنی آدم کے ساتھ خدا نے کی وہ اس بات میں شامل ہے کہ اُس نے ہم گنہگاروں کی خاطر اپنا اکلوتا اور عزیز بیٹا بھیجدیا تاکہ وہ ہمارے گناہوں کے لئے فدیہ ہو اور جو کوئی اس پر ایمان لائے ہلاک نہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے - (۱ یوحنا ۴: ۹-۱۰ - انجیل یوحنا ۳: ۱۶) یہہ خدا کی محبت کا کمال ہے جس سے اُس نے ہم گنہگاروں کو "ہمیشہ کی زندگی" بخشی اور "خدا کے فرزند بننے کا حق بخشا" بلکہ ایک نمونہ بھی دیا کہ

جس طرح میں نے محبت کے ذریعہ سے اپنی شریعت کو پورا کیا یا دوسرے لفظوں میں اپنے ارادوں کو جو میں نے عالمین کے بارے میں ازل سے مقرر کئے تھے اُن کو پورا کیا اسی طرح تم بھی خدا اور انسان کے ساتھ محبت کرنے سے میری شریعت کو پورا کرو اور سکھلایا کہ محبت رکھنا ہی شریعت کا پورا کرنا ہے۔

کلارک آباد میں ۲۰۰ عیسائیوں کا مسلمان ہونا۔ آجکل محمدی اخبارات میں کلارک آباد کے دو سو خورد و کلان مسیحیوں کے محمدی ہو جانے کی خبر گشت کر رہی ہے۔ اور اسلامی اخبارات کو اور دیگر محمدیوں کو اس بات پر بڑا فخر اور ناز ہے۔ مگر دراصل یہ بیہودہ اور ہر پہلو سے بے وقعت ہے۔ اسی لئے ہم نے آجتک اس بات کا نوٹس نہیں لیا۔ لیکن چونکہ محمدیوں کا یہ چھوٹا فخر اور ایک بےمعنی بات پر اترانا عام طور پر مشہور ہے اور حقیقت حال عوام سے مخفی ہے اس لئے صرف ایک دو باتیں جتا دینا کافی سمجھتے ہیں۔ محمدی صاحبان نے ان کے محمدی ہو جانیکا سبب ارادۃً پوشیدہ رکھا ہے۔ اور جس جس اخبار نے اس خبر کو شائع کیا ہے اس کا مطلق ذکر نہیں کیا۔ یہی ایک پختہ دلیل اس امر کی ہے کہ محمدی اخبارات کا فخر کرنا بے بنیاد اور غلط ہے۔ لیکن یاد رہے کہ وہ لوگ بعد تحقیقات دین عیسوی اور دین محمدی ہرگز محمدی نہیں ہوئے بلکہ محض اس وجہ سے کہ اس زمین کے متعلق جسکی وہ کاشت کرتے تھے مشنری صاحبان سے انکا تنازعہ ہو پڑا تھا اور نوبت عدالت تک پہنچ گئی تھی جہاں سے فیصلہ بحق مشن ہوا اور خرچہ کی بھی ڈگری انپر ہو گئی۔ لہٰذا وہ مشنری صاحبان سے ناراض ہو کر محمدی ہو گئے جنہوں نے انکو لائیل پور میں زمین دینے کا وعدہ بھی دیا ہے۔ ایسے سینکڑوں رکابی مذہب مسلمان عیسائی اور بعض اوقات آریہ بھی ہوتے ہیں اگر یہ دین فروش دنیا کی خاطر اپنا دین حق بیچ بیٹھے تو کونسی خوبی ہوئی۔ ہاں خوبی تو تب تھی جب تحقیق دین کے بعد عیسائی مذہب انپر غلط اور محمدی مذہب انپر سچ ثابت ہو جاتا اور وہ محمدی ہو جاتے اور کسی دنیاوی وجہ کی گنجایش نہ ہوتی۔ یاد رہے کہ اس سے بھی دین پر کچھ دھبہ نہیں لگ سکتا۔ نیز جالندھر کا آریہ پرچہ ستیہ دھرم پرچارک مخبر ہے کہ پہلے وہ آریہ ہونا چاہتے تھے مگر جب انکی طرف سے کسی قسم کی دنیاوی امداد کی ناامیدی ہوئی تو وہ محمدیوں کیطرف ڈھل پڑے۔ اگر لالچ دیکر مسیحی کیا جاوے تو آج سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں محمدی لوگ مسیحی ہو جائیں۔ ممکن ہے کہ اگر انکو محمدی مذہب کیطرف سے زمین کا لالچ نہ ملتا تو وہ کوئی اور کروٹ بدلتے۔ ممکن ہے کہ اگر وہاں کے مشنری صاحبان آج انکو انکی زمین اور ہرجانہ واپس کر دیں تو وہ آور دیکھیں نہ تاؤ فوراً مسیحی ہو جاویں۔ لہٰذا محمدی اخبارات کا اس بات پر شیخی بگھارنا عبث اور لایعنی ہے۔

اینگلو انڈین ایونجلیزیشن سوسائٹی۔ ہندوستان کے اُن انگریزوں کی خاطر جو مسیحی اثرات سے دور رہتے ہیں۔ بہت سی آزمائشوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور اپنے ارد گرد کی بُری صحبتوں اور رسومات کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اور اپنے ملکی حقوق سے محروم رہجاتے۔ اُن کے تلاش کرنے اور مسیحی اثرات کے اندر لانے۔ اور انکو باہم متحد کرنے اور گوناگون آزمایشوں سے بچانے کے لئے ولایت میں اس قسم کی ایک سوسایٹی قائم ہوئی ہے۔ اس میں چیدہ چیدہ پادری صاحبان اور دیگر دیندار مسیحی بطور ایجنٹ اور کارندوں کے کام کرتے ہیں۔ اور گمراہوں کو راہ راست پر لاتے۔ غمزدوں اور تنہاؤں کو تسلی دیتے۔ مسیحی خاندانوں کو فراہم کرتے۔ اور اُن کے ملکی حقوق تک انکو پہنچا دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس سوسایٹی کا کام بڑی خوبی کے ساتھ چل رہا ہے۔ بہت سے تنہا لوگوں اور جو بڑی بڑی ریلوے لائینوں پر محنت کرتے ہیں انکی امداد کی گئی ہے اور انکو خدا کی پہچان بخشی گئی ہے جو تنہائی میں ان کے ساتھ ہو سکے اور اپنی حضوری سے انکو محظوظ کر سکے۔ ولایت میں اس کے لئے بہت سا چندہ ہو رہا ہے۔ اور ہندوستان سے بھی بڑی امداد پہنچتی رہتی ہے مگر فی الحال یہ سوسایٹی گوشۂ گمنامی میں مستتر ہے۔ اس سوسایٹی کے سکرٹری مسٹر ڈبلیو سٹیورٹ طامسن صاحب ہیں جو Ivy Bank, Wardle Road. ایڈنبرا میں رہتے ہیں۔

دشمن سے انتقام لینے کا بہترین طریق۔ دشمن سے انتقام لینا حیوان سے لیکر انسان تک کے اندر پایا جاتا ہے مگر یہ میلان خصوصیت کے ساتھ انسان میں بکثرت بلکہ عالمگیر ہے۔ اس میلان اور جوش سے مسیحی بھی خالی نہیں۔ انتقام لینے کا ایک کلیہ اور عام طریقہ یہ ہے کہ اپنے دشمن کا نقصان کر دیا جائے خواہ اس کے مال کا خواہ جان کا خواہ اس کے رشتہ داروں اور دوستوں کا خواہ نقصان کے عین پہنچنے کے وقت یا کچھ مدت بعد۔ مگر پولس رسول اولاً روم کے مسیحیوں کو اور ثانیاً ہر ملک اور قوم اور زمانہ کے مسیحیوں کو اور علیٰ العموم کل بنی آدم کو انتقام لینے کا ایک اور اور بہترین طریقہ بتاتا ہے جسمیں کسی قسم کی اخلاقی یا روحانی کسر یا عیب نہیں۔ بلکہ ہر پہلو سے پسندیدہ اور مفید اور یکتا ہے اور عنقریب ہر ایک مذہب اور ملت کے لوگ اس کو منظور کرینگے۔ اور وہ یہ ہے کہ اگر تیرا دشمن بھوکا ہو تو





اس کو کھانا کھلا۔ اگر پیاسا ہو تو اُسے پانی پلا۔ کیونکہ ایسا ہی کرنے سے تو اس کے سر پر آگ کے انگاروں کا ڈھیر لگائے گا"۔ (رومی ۱۲: ۲۰) یہہ ایک اقتباس ہے جو امثال ۲۵: ۲۱ و ۲۲ سے یہاں پیش کیا گیا ہے۔

ہمارے خداوند کا حکم بھی یہی ہے کہ "اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور اپنے ستانے والوں کے لئے دعا مانگو" (متی ۵: ۴۴) اور کہ "شریر کا مقابلہ نہ کرنا۔ بلکہ جو کوئی تیرے دہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اسکی طرف پھیر دینا" (۳۹۔ آیت) یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ پرانے عہد نامہ اور مسیح کی اور بعد اُس کے اس کے رسولوں کی تعلیم میں تباین نہیں بلکہ پوری پوری موافقت ہے مسیح توریت کو منسوخ کرنے نہیں بلکہ پوری کرنے آیا تھا نہ کہ اُس کے خلاف کرنے اور سکھلانے ؎

محبت کیا ہے؟ نفرت کا عدم محبت نہیں ہے۔ فریب کے معاوضہ لینے سے احتراز کرنا۔ بھلائی کرنا نہیں ہے حقیقی محبت کوئی منفی اصول نہیں ہے بلکہ مثبت اصول۔ اپنے دشمن کی حاجات رفع کرنا۔ دکھ سے رہائی دینا۔ اور ہر ایک مناسب اور ممکن وسیلہ سے اسکی ترقی اور بہبودی کے جویاں ہونا ہے۔ اُسکے دکھ۔ افلاس اور مصایب سے خوش نہیں بلکہ رنجیدہ ہونا چاہئے اور اس کے تمام غم غلط کرنے میں ساعی ہونا لازم ہے رسول کے کہنے کے مطابق ہمکو ویسا ہی کرنا چاہئے دشمن کے ساتھ محبت اور ملاطفت کرنے سے تو اُس کے سر پر آگ کے انگاروں کا ڈھیر لگائیگا"۔ یہہ آگ کے انگارے ایسے نہیں جو اس کو جلا ڈالینگے بلکہ یہہ عمدہ خوشی دوستی اور محبت کی آگ کے کوئلے ہیں جو دشمن کو پگھلا ڈالتے ہیں اور ہر قسم کی کدورت کو جو ضرر رسیدہ شخص کیطرف اس کے دل میں ہوتی ہے جلا کر سچا اور فرمانبردار دوست بنا دیتے ہیں۔ یعنی خالص بنا دیتے ہیں۔ اور اس میں بھی اسی محبت کی آگ مشتعل کر دیتے ہیں جس سے وہ ضرر رسیدہ خدا کا بندہ جلتا ہے۔

یہہ کل بیان بطور استعارہ آیا ہے اور آہنگر یا سونار وغیرہ کے صنعت اور عمل سے مستعار لیا گیا ہے۔ کچھی دھات پر انگارے ڈھیر لگائے جاتے ہیں۔ یا اس کو بھٹی میں ڈالکر پگھلاتے اور اس کی میل دور کرتے ہیں اور اس کو مفید مطلب اور قیمتی بناتے ہیں۔ دشمن کے ساتھ حسن سلوک کرنے سے وہ شرمندہ ہو جاتا ہے اپنی بدسلوکی کا قایل ہو جاتا ہے۔ بدی کی راہ ترک کر دیتا ہے۔ نہایت خوش اور مشکور ہوتا ہے۔ جو کام ضد سے نہیں ہو سکتا وہ محبت اور عمدہ سلوک سے ہو سکتا ہے۔ انتقام لینے کا یہہ نہایت ہی اعلیٰ اور مجرب اور موثر طریقہ ہے۔

صوبہ بار ویٹر لینڈ واقعہ جنوبی افریقہ میں برٹش گورنمنٹ کی بدولت خاندانوں میں عموماً غلام رکھنے کا قدیم دستور اور رواج بالکل مسدود ہوگیا ہے۔ آجتک ۲۵ ہزار سے ۳۰ ہزار تک کے درمیان خانگی غلام آزاد کر دیئے گئے ہیں یہہ عمل برٹش گورنمنٹ کا جو وہ جنوبی افریقہ میں جاری کر رہی ہے انکو خدا کی بادشاہت کیطرف لیجانے اور انکو کامل آزادگی کے معراج تک پہنچا دینے میں اول قدم ہے۔ خدا کی بادشاہت میں گرے ہوئے اور وحشیوں کو انسان بنانے اور تہذیب کے درجہ تک پہنچا دینے اور بلند کرنے کی پوری پوری طاقت ہے ۱۸۳۷ء سے وہاں پر پارس سوسایٹی اور بعض جرمن مشنری انجیل کی بشارت دے رہے ہیں۔ علاوہ اس مفید اور ضروری اصلاح کے گورنمنٹ انگریزی نے وہاں کے دارالخلافہ میں ایک ٹیکنیکل مدرسہ بھی کھول دیا ہے۔

فوجی بیوگان کے فنڈ (برطانوی ملازمت میں) بابت ۱۹۰۵ء کا حساب اب شایع ہوگیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۰۵ء میں ہندستان کے درمیان دس ہزار آٹھ سو روپیہ بیوگان کو دیا گیا۔ اور دفتر کا خرچ ۲۱۸۰ روپیہ تھا۔ کل چندہ ۲۱ ہزار ایکسو ۴۶ روپیہ۔ سرکاری کاغذات پر ۲۶۲۲۰ روپیہ۔ اور سرکاری عطیہ ۶۴۰۰ روپیہ تھا۔ ۱۹۰۴ء میں ۹۳۴ چندہ دہندگان تھے مگر ۱۹۰۵ء میں ۹۳۱ رہگئے۔ سرمایہ ساڑھے سات لاکھ کا ہے ؎

امریکہ میں ایک بڑی بھاری نہر دریائے پلٹ سے جاری ہونے والی ہے جسپر آٹھ لاکھ پونڈ خرچ آگیا ہے دس لاکھ ایکڑ زمین قابل کاشت ہوگی۔ اور سرکار کیطرف سے فروخت ہوگی۔ جب یہہ کام ختم ہو جاویگا تو تخمینہ کیا جاتا ہے کہ اس سے دس لاکھ آدمی کی پرورش ہوگی۔ یہہ کام ستمبر میں شروع ہوگیا ہے۔ نیویارک اور لندن کے بنکر اس کام کے ذمہ دار ہیں ؎

مغربی افریقہ میں ایک قسم کی مچھلی ہوتی ہے جو خشکی اور تری پر چل۔ اوچھل۔ یا تیر سکتی ہے۔ اس مچھلی کا قد ۳ سے ۵ یا ۶ انچ لمبا ہوتا ہے۔ قد کی بہ نسبت سر عموماً بڑا ہوتا ہے۔ آنکھیں سر کی چاندی پر مثل تسبیح کے دانوں کے بہت ابھری ہوئی ہوتی ہیں۔ یہہ مچھلیاں پانی سے نکلکر دو انچ کے فاصلہ پر نزدیک کے چٹانوں پر آجاتی ہیں اور وہاں سے اپنے سینہ پر کے بازوؤں پر چلنے لگتی ہے۔ اور چلتی ہوئی بڑی خوب صورت معلوم ہوتی ہے۔ یہہ مچھلی بعض اوقات چلتی چلتی الٹی ہو کر اپنی پشت کے بل چلنے لگ پڑتی ہے اور پرندوں کیطرح چلنے اور کودنے کی طاقت رکھتی ہے۔ جب کوئی اُسے ڈراتا ہے تو چند لمحوں کے لئے وہ پانی میں چلی جاتی ہے گو پھر باہر نکل آتی ہے گویا وہ چلنے کو تیرنے پر ترجیح دیتی ہے اس قسم کی مچھلیاں مغربی افریقہ کے ساحلوں پر بکثرت نظر آ

کے کناروں پر انڈین پیسفک اوشن کے ساحلوں پر یا ہندوستان کے بعض دریاؤں کے کناروں کی دلدلوں میں بکثرت رہتی ہیں۔ یہہ مچھلیاں اڑ بھی سکتی ہیں۔ اور درختوں اور انکی شاخوں پر چڑھ جاتی ہیں اور اپنے بازوؤں سے جو سینہ پر ہوتے ہیں انکو پکڑ لیتی ہے۔ گویا یہی اُس کے ہاتھ ہیں۔ ان تمام خواص سے اکثر خیال کیا جاتا ہے کہ یہہ جانور مچھلی کی قسم سے نہیں ہے ؛

مسٹر ٹامس لاریر جو سولہ ہزار روپیہ کے انعام پانے کے مقصد سے کراچی سے ١٦ ستمبر کو روانہ ہوئے تھے کہ پیدل اور بلا کسی قسم کے سامان کے دنیا کے گرد پھر کر واپس کراچی آئینگے اب ١٨ اکتوبر کو ایک ہزار میل کا فاصلہ طے کرکے کانپور پہنچے ہیں۔ اور ١٩ تاریخ کو الہ آباد کی جانب روانہ ہوگیا ہے۔ مسٹر لاریر ٹرانوی پیدل چلنے والا پہلوان ہے اور امریکہ میں کئی ایک ایسے مقابلوں میں کامیاب ہوچکا ہے جو پیدل چلنے میں عمل میں آئے تھے۔ اس نے ۱۹۰۲ء میں بوسٹن میں چھ دن کے واکنگ میچ میں درجہ چہارم کا انعام حاصل کیا تھا۔ موجودہ سفر میں وہ قریباً ٢٥ میل روزانہ کے حساب سے رات کے وقت چلا کرتا ہے۔ سب سے زیادہ فاصلہ جو وہ آجکل طے کرتا ہے ٤٥ میل کا ہوتا ہے۔ دیہات کی زبان اور طرز معاشرت کی ناواقفی سے اسکو اکثر تکلیف ہوا کرتی ہے اور اکثر فاقہ کشی کی حالت میں ہی سفر کیا کرتا ہے۔ سب سے زیادہ مصیبت اور فاقہ کشی اسکو سندھ کے بیابان میں جھیلنی پڑی ہیں۔ اس بیابان کو اُس نے نو دن میں طے کیا۔ یہاں ایک موقعہ میں وہ تین دن تک بھوکا رہا۔ اور ڈھائی دن تک بے پانی گذارہ کیا۔

تبت سے دو امریکن شخصوں نے دو قسم کے جانور پکڑے ہیں اور انکو امریکہ لے جاینگے۔ ایک نے تو سطح سمندر سے ١٧ ہزار فیٹ کی بلندی پر سے دو پستہ قد کے بکرے نر و مادہ ہر دو پکڑ کے لایا ہے۔ انکا قد ستر انچ ہے اور انپر ریشم کے سے نرم نرم اور لمبے لمبے بال ہیں۔ اس کا منشا ہے کہ امریکہ میں ان کے بال اون کے ساتھ آمیز کرکے کام میں لائے جاویں۔ دوسرا امریکن کوہ ہمالیہ سے ایک پہاڑی گھوڑا پکڑ کر لایا ہے جو سطح سمندر سے ١٥ سو فیٹ کی بلندی پر پونا کی وادی میں ہوتا ہے۔ اُس گھوڑے کو تبت کی زبان میں کیانگ کہتے ہیں۔ خوبصورتی اور تیز رفتاری میں دیگر اقسام کے گھوڑوں کو مات کرتا ہے۔

اٹلی کے ایک قصبہ پوڈین میں ایک ایسا واقعہ گذرا ہے جسکو بجلی کے ذریعہ سے فوٹو اتارنا کہا جا سکتا ہے۔ کہتے ہیں کہ وہاں ایک لڑکی مسماۃ زونزی بجلی کی گرج اور طوفان کیوجہ سے ایک شہتوت کے درخت کے نیچے جاکر پناہ گزین ہوگئی تھی اسپر بجلی گری مگر بہت کم نقصان پہنچا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ اس کے بائیں بازو پر اس درخت کی ایک شاخ کی تصویر اتری ہوئی ہے۔ اور اس کے چہرے کی رنگت جہاں تصویر اتر گئی تھی زردی مائل ہوگئی تھی مگر تصویر نیلگوں تھی غالباً بجلی کی ملاہٹ ہوگی

بڑی خوشی کا مقام ہے کہ ہندوستان میں ذات پات کا امتیاز دور کرنے کی خواہش اور کوشش عین ذات پات ماننے والوں کے درمیان ہورہی ہے کاستھ کانفرنس کا اثر لوگوں کی مالی اور تعلیمی ترقی پر بڑا جاری ہورہا ہے۔ گذشتہ سال سے جب سے کہ بنگلور میں یہہ کانفرنس منعقد ہوئی تھی تب سے بنگالی لوگ اپنی ذات پات کی امتیاز کو دور کرنیکی کوشش کر رہے ہیں اور غیر ممالک کی تعلیم کی ضرورت کو محسوس کر رہے ہیں ؛

مُراسلات

سیالکوٹ کنونشن

اخبار نور افشاں کے ناظرین کو اس کنونشن کا حال گذشتہ نمبروں سے کم و بیش معلوم ہوگیا ہوگا۔ بندہ بھی وہاں حاضر تھا نیشنل مشنری سوسائٹی کے جنرل سکرٹری مسٹر عزرایا صاحب بھی رونق افروز تھے انہوں نے مشنری فرایض کی بابت مفصلہ ذیل کا یوں بیان کیا جو بغرض فائدہ عام ہدیہ ناظرین ہے

مشنری فرائض

مجھے معلوم ہوا کہ یہاں اشتہار دیا گیا ہے کہ میں نیشنل مشنری سوسائٹی کا بیان کروں لیکن چند دن ہوئے کہ بیٹے بعض کو اس کا بیان سنایا تھا۔ اس کی بناوٹ و کام وغیرہ کی بابت اور کہ ہم کس طرح اس میں شریک ہو سکتے ہیں۔ میرا اس وقت ارادہ نہیں کہ پھر اُس کو دوہراؤں مگر میں چند خیالات مشنری فرائض کی بابت ظاہر کرنا چاہتا ہوں اگر فرصت ہو تو اس کے بعد اُس کی بابت بھی بیان کرونگا ؛

ا پطرس ٢: ٩ آیت میں لکھا ہے لیکن تم چنا ہوا خاندان بادشاہی کاہنوں کا فرقہ مقدس قوم اور خاص امت ہو تاکہ خدا کا جلال ظاہر کرو۔ بھائیو ہم چنے گئے ہیں تاکہ مسیح اور اس کے فرزند ہوں اس کے چننے کا



مقصد محض یہی ہے کہ ہم اس کا جلال ظاہر کریں محض یہی مقصد ہو کلیسا کی ہستی کا۔ یہی مقصد ہر ایک مسیحی کا ہونا چاہئے۔ اور یہی اس کنونشن کا بھی مقصد ہو۔ خدا نے ہمکو یہاں جمع کیا کہ نہ صرف خوشیاں، برکتیں وقتہ ہمیں اور روحانی بیداری حاصل کریں گر اس واسطے جمع کیا کہ ہم دوسروں پر خدا کا جلال ظاہر کریں۔ اگر ہمنے کوئی برکت یہاں پائی ہے تو یہ اس واسطے نہیں کہ ہم تعریفیں گائیں اور بس پر اس واسطے کہ اس کی برکتیں دنیا کو اور کلیسیا کو پہنچائیں میں آپ لوگوں کی توجہ اس وقت ۳ خاص خیالات کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں اس خیال کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ ہم چنے گئے ہیں تاکہ ہم دوسروں کو برکت پہنچائیں۔

(۱) بات کہ دنیا کی حاجت و مفلسی پر غور کرو دیکھو متی ۹: ۳۶ ۔ ۳۸ تک کہ "خداوند یسوع مسیح نے جب جماعتوں کو دیکھا تو اُس کو انپر رحم آیا کیونکہ وے اُن بھیڑوں کی مانند جنکا چرواہا نہو عاجز اور پریشان تھیں تب اس نے اپنے شاگردوں کو کہا کہ پکے کھیت تو بہت ہیں پر مزدور تھوڑے اس لئے تم کھیت کے مالک کی منت کرو کہ وہ اپنے کھیت کاٹنے کے لئے مزدوروں کو بھیجدے"

آپ لوگوں کو یاد ہوگا کہ پولوس رسول جب اتھینی میں گیا تو اس کا جی جل گیا کہ سب لوگ کیسے بت پرست ہیں۔ ضرور ہے کہ ہم لوگ بھی اپنے ملک کی حاجت و ضرورت پر توجہ کریں اور غور کریں تاکہ ہمارے دل میں بھی رحم آوے۔ آپ لوگ تھوڑی دیر کے لئے میرے ساتھ ملک ہند پر غور کریں چند ایک باتیں ہونگی جو میں اب سناتا ہوں اور آپنے پیشتر بھی سنی ہونگی اور میں اُن کے سنانے سے نہیں تھک جاتا۔ ہندوستان ایک براعظم ہے۔ آپ لوگ جغرافیہ سے واقف ہیں کہ ہندوستان لمبائی و چوڑائی میں چھوٹا اور افریقہ کا آٹھواں حصہ اور امریکہ کا نصف حصہ ہے۔ پر ہندوستان کی آبادی افریقہ کی آبادی کی نسبت ایک تہائی زیادہ ہے۔ شمالی اور جنوبی امریکہ دونوں کو ملاؤ اور انکی آبادی کو بھی ملاؤ تو ہند کی آبادی دونوں سے دگنی ہے۔ صرف بنگال میں اتنی آبادی ہے جتنی اضلاع متحدہ امریکہ میں ہے۔ بعضے صوبے ہند میں ہیں مثل پنجاب و راجپوتانہ کے جنکی آبادی زیادہ ہے بہ نسبت یورپ کے کل ہند کی ۳۰ کروڑ آبادی ہے۔ مردم شماری کی رپورٹوں میں لکھا ہے کہ ہند میں فی منٹ ۲۰ آدمی مرتے ہیں اور اب ہم یہاں پر جمع ہیں لیکن ہمارے برخاست ہونے کے پیشتر دو ہزار آدمی مرجائینگے۔ ۳۰ کروڑ آدمی کتنے ہونگے۔ فرض کرو کہ ہم کتاب میں سبکے نام لکھیں اور ہر صفحہ پر ۴۰ نام لکھے جائیں تو کتنی بڑی کتاب ہوگی۔ اگر ایسی کتابیں بناکر ایک تودہ لگادیں تو اس گرجے گھر کی برجی سے ۱۵ گنا زیادہ اونچا ہوگا۔ اور اگر ہم ان سارے لوگوں کو جمع کریں اور انکو گننا شروع کریں تو تمہیں کتنی دیر لگیگی؟ اگر ایک لڑکا فی منٹ ۲۰ آدمی گنے تو اُن سب کی ۲۸ برس میں گنتی ختم ہوگی۔ ان ۳۰ کروڑ میں سے ۳۰ لاکھ مسیحی نام رکھتے ہیں۔ ایکسو میں سے ایک مسیحی ہے۔ اگر ہم صرف پروٹسٹنٹ لوگوں کو گنیں تو ۳ سو میں ایک مسیحی ہے۔ اگر یہ ۱۰ فٹ فیتہ جو میرے ہاتھ میں ہے کل ہند کی آبادی ہے تو اس میں سے صرف ایک بالشت مسیحی آبادی ہے۔ ہند کے ۳۰ لاکھ مسیحیوں میں سے ۲۰ لاکھ مدراس کے گرد نواح میں اور کل باقی ملک میں ۱۰ لاکھ ہیں پھر ۳۰ کروڑ میں سے ۲۰ کروڑ ہندو اور ۶ کروڑ محمدی لوگ ہیں اور باقی ۴ کروڑ دیگر اقوام۔ اے میرے عزیز بھائیو کیا ہم ان جماعتوں کو اپنے سامنے دیکھ سکتے ہیں کہ نہیں؟ کیا ہمارے دل پر کچھ حرکت ہوتی ہے کہ نہیں؟ یہ سب ہمارے وطن کے لوگ اور ہمارے بھائی ہیں ان ۳۰ کروڑ کے لئے مسیح مؤا۔ آپ لوگ جانتے ہیں کہ ہندو اور محمدی مذاہب کی تاثیر ہمارے ملک پر کیا ہے؟ وے سخت تاریکی و جہالت میں پڑے ہیں جو انجیل سے ناواقف ہیں۔ دیکھو لحاظ کرو اڑہائی کروڑ بیوہ ہیں جو ملک جرمن کی نصف آبادی ہے۔

۲۰ ہزار بیوہ ہیں جو ۵ برس کی عمر سے کم ہیں۔ یہ ہندو مذہب کی تاثیر ہے۔ عورتوں کی جہالت تو ہم جانتے ہیں کہ کیسی ہے ۱۴½ کروڑ عورتیں ہندوستان میں ہیں۔ یہ چند باتیں میں نے آپ لوگوں کے سامنے اس واسطے پیش کی ہیں تاکہ ان کی بابت ہمارے دلوں میں حرکت پیدا ہو ممکن ہے کہ ان سب باتوں کو ہم سنیں اور سرد آہ بھی بھریں اور پھر بھی کچھ نہ کریں ایسی موقعہ پر ہم بالکل خاموش ہو کر دعا کریں کہ خدا ہمارے دلوں میں جنبش پیدا کرے تاکہ ہم سب انپر رحم کریں۔

حاجت اور ضرورت اپنے ملک کی اور بھی زیادہ محسوس کرو مدراس اور اس کے گرد نواح کو چھوڑکر باقی ملک میں ۱۰ لاکھ مسیحی ہیں لیکن کئی ایک ریاستیں ہیں جنہیں اب تک انجیل داخل نہیں ہوئی کئی ایک ضلع ہیں انگریزی حکومت میں بلکہ دو تین لکھے ہیں جہاں کوئی مسیحی نہیں ہے۔ ریاستوں کے پانچ ہزار آدمیوں میں سے صرف ایک مسیحی ہے۔ دوابہ سندھ ساگر میں کوئی کام نہیں ہو رہا۔ کئی ضلع و تحصیل ہیں جنہیں مسیح کا نام نہیں سنایا گیا جب ہم تمام ملک پر نظر کرتے ہیں تو ۱۰ کروڑ کی آبادی ہے جنہیں مسیح کا نام نہیں سنایا گیا اور جبتک ہم انکو نہ سنائینگے۔ شاید آپ لوگ کہینگے کہ آئندہ صدی میں وے سنینگے مگر اس بات کا بھی خیال کرنا چاہئے کہ ایک سو برس میں وہ لوگ جو اب جیتے ہیں اسوقت کوئی نہوگا اور جو لوگ ہمارے ساتھ زندگی

بسر کر رہے ہیں انکو کوئی موقعہ نہ ملیگا۔ انکا خون کس کی گردن پر ہوگا؟ کیا ہمارے پر نہیں؟ بھائیو ہمارا یہہ فرض نہیں ہے کہ ہم انکو انجیل سناویں جو ایک سو برس بعد زندہ ہونگے بلکہ ہمارا فرض اس وقت کے ہمزمان لوگوں سے ہے۔ اگر ہم یہہ فرض پورا نکریں تو ان۔ اکروڑ کو کوئی موقعہ نہ ملیگا۔ یاد رکھو کہ ہندوستان کے لوگوں میں سے ایک مہینہ میں ۸ لاکھ مرتے جاتے ہیں۔

(۲) دوسری بات پر غور کرو یعنے اب تک دنیا کی حاجت اور ضرورت پر غور کی ہے اب نجات دہندہ کی ضرورت پر بھی غور کرو پولوس کی زندگی مسیح کی زندگی اور موت پر منحصر تھی اس کی زندگی میں جو سب سے بڑی بات تھی اس کا ذکر دیکھو ۲ قرنتی ۵ : ۱۵ آیت کہ مسیح سب کے واسطے موا کہ جو جیتے ہیں سو آگے کو اپنے لئے نہ جیویں بلکہ اس کے لئے جو ان کے واسطے موا اور پھر جی اٹھا" مہربانی کرکے اس آیت میں لفظ سب پر زور لگاؤ۔ اب رسول کی یہہ دلیل ہے کہ مسیح سب کے واسطے موا۔ ہسپانیہ و اطالیہ بلکہ دنیا کے سب ملکوں کے واسطے موا انہیں جو زندہ ہیں وہ ان سب کو انجیل سناویں۔ مسیح کی زندگی میں بھی یہہ بات پائی جاتی ہے جب فرشتوں نے مسیح کی پیدایش کی بابت خبر دی تو انہوں نے یہہ کہا کہ یہہ خوشخبری سب لوگوں کیواسطے ہوگی۔ ان میں ہند کے لوگ بھی شامل ہیں جب یوحنا بپتسما اپنا پیغام دیتا تھا تو اس نے بھی کہا کہ دیکھو خدا کا برہ جو دنیا کا گناہ اٹھائے جاتا ہے۔ مسیح اس بات کی منادی کرتا ہے کہ میں دنیا کا نور ہوں۔ میں انسان کے بچانے کے لئے آیا ہوں جب خداوند عشاء ربانی کی رسم جاری کرتا ہے تو وہ فرماتا ہے کہ میرا خون بہتوں کے گناہوں کی معافی کے لئے بہایا جاتا ہے جب خداوند اپنے رسولوں کو اپنی دوسری آمد کی خبر دیتا تھا تو اس وقت بھی فرمایا کہ انجیل کی منادی تمام دنیا میں کیجاوے۔ روح القدس ہمکو اسواسطے نہیں ملی کہ ہم یروشلم اور یہودیہ اور سامریہ میں گواہ ہوویں پر زمین کی حدوں تک گواہ ٹھہریں انجیل و اعمال میں ذکر ہے کہ جب وہ دنیا کو چھوڑنے اور آسمان پر جانے کو تھا تو اس نے رسولوں کو کہا کہ تمام دنیا میں جاکر منادی کرو۔ اگر ممکن ہوتا تو وہ دنیا میں ایک ہزار یا دو ہزار برس تک ٹھہر جاتا۔ مگر وہ نہ ٹھہرا اگر مکن ہوتا تو خوشی سے یہہ کرتا مگر اس نے یہہ نہیں کیا آپ کو یاد ہوگا کہ جب اندریاس ان یونانیوں کو مسیح کے پاس لایا تو مسیح کی خواہش تھی کہ وہاں جاکر منادی کرے۔ میں آپ لوگوں کی توجہ اس بات پر دلانا چاہتا ہوں کہ مسیح کی ساری زندگی تعلیم، کلام و کام کی تھی جو ہمکو بتاتی ہے کہ تمام دنیا میں انجیل کی منادی کی جاوے اور اب اسکی دوسری آمد بھی اسی واسطے رکی ہوئی ہے کہ تمام دنیا میں مسیح کی منادی کی جاوے۔

(۳) تیسری بات۔ اب تک ہمنے دو باتوں پر غور کی یعنے ضرورت و حاجت اور نجات دہندہ پر۔ اب اپنی توجہ اپنے آپ پر کریں۔ ہم مسیح کے پیرو ہیں کیا جو مسیح کا مقصد تھا وہ ہمارا بھی ہے؟ کیا یہہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہماری زندگی کا مقصد اور اصل مدعا یہہ ہے کہ مسیح ہمارے وسیلے سے ملک ہند میں پھیل جاوے۔ اگر ہم مسیح کے اس مقصد اور اس زندگی کے ساتھ ہمدردی نہیں کرتے اور اس میں کچھ حصہ نہیں لیتے تو کیا ہم اپنے آپکو مسیحی کہہ سکتے ہیں؟ کیا اس ضرورت کو محسوس کرتے اور مسیح پر غور کرتے ہوئے اپنے جسموں میں گناہ کو رکھ سکتے ہیں اسے بچائیو کیا یہہ سچ نہیں کہ بہت سے موقعوں پر ہمارے منہ بند ہو جاتے ہیں ہماری زبانوں کو لگام لگ جاتی ہے۔ ہم ایک بات بھی نہیں بول سکتے۔ پر اپنے ہی کاموں و مطلبوں میں مصروف رہتے ہیں۔ اب جب ہم ہند کی ضرورت و نجات دہندہ پر غور کرتے تو کیا ہم اپنے آپکو نجات کے لئے نہ دینگے؟ دیکھو جب وہ پانچہزار بھوکے تھے تو اس نے اپنے شاگردوں کو کہا کہ تم انکو کھلاؤ۔ وہ چاہتا تھا کہ وہ انکو کھلاویں۔ پس جب آج خداوند یہاں پر کھڑا ہوکر ہندوستان پر نظر کرتا ہے اور اسی ضرورت کو محسوس کرتا ہے تو وہ ابھی یہہ کہتا ہے کہ تم انکو کھانیکو دو۔ بھائیو ہم کیا کریں ہم پر کیا فرض ہے؟ خداوند نے آپ ہی فرمایا کہ دعا کرو لکھا ہے کہ مسیح نے جماعتوں کو دیکھکے انپر رحم کیا۔ اور اپنے شاگردوں کو کہا کہ کھیت کے مالک سے دعا کرو کہ وہ اپنے کھیت میں مزدوروں کو بھیج دیوے میں اس ضرورت کو آج زیادہ محسوس کرتا ہوں۔ مشنری جو یہاں پر موجود ہیں وہ بھی گواہی دیتے ہیں کہ ہم بغیر مزدوروں کے یہہ کام نہیں کر سکتے ہیں۔ یہاں قریب ہی ایک علاقہ ہے کہ انکو کوئی پاسبان نہیں ملتا۔ ایک مشنری صاحب کہتے ہیں کہ ایک گاؤں میں سو آدمی مسیحی ہونیکو تیار ہیں مگر کوئی کام کرنیوالا نہیں پنجاب کی ہر طرف ایسے مقام دکھائی دیتے ہیں جہاں کھیت پکے و سفید ہے پر ان کے لئے کوئی مزدور نہیں ملتا اس بات پر غور کرو کہ ہمارے پاس لوگ موجود ہیں جو انجیل سننا و سیکھنا چاہتے ہیں مگر ان کو کوئی موقعہ نہیں ملتا سیکھنے کو پس ہم کھیت کے مالک کے آگے منت کریں کہ وہ اپنے کھیت میں مزدوروں کو بھیج دیوے۔

آجکل ایک لفظ ہے جو کوہ ہمالیہ سے لیکر راس کماری تک ہر ایک شخص کے ورد زبان ہو رہا ہے اور وہ لفظ سودیشی ہے اس رات جب میں آپ لوگوں کو سنا رہا تھا تو ایک آدمی نے اس لفظ کو استعمال کیا تو بعضوں نے کہا کہ ہم اس لفظ کو سننا نہیں





چاہئے شاید اِس لفظ کے ساتھ ایسے خیالات مِل گئے ہیں جِسے اِس لفظ سے نفرت پیدا ہوگئی ہے مگر پھر بھی ہر ایک مسیحی کو سودیشی ہونا چاہئے ہم ضرور ہموطنی ہوں۔ یرمیاہ نبی حب الوطن تھا ہم بھی اسکی تقلید کریں دیکھو یرمیاہ ۹:۱ آیت اے کاش کہ میرا سر پانی ہوتا اور میری آنکھیں آنسوؤں کا سوتا تب میں اپنی قوم کی بیٹی کے مقتولوں پر دن رات روتا۔ وہ اپنے لوگوں کو پیار کرتا تھا۔ وہ دن رات اُن کے لئے روتا تھا۔ پولوس بھی ایسا ہی کرتا تھا دیکھو رومی ۹:۲و۳ کہ مجھے بڑا غم اور میرے دل کا ہر دم رنج ہوکہ میں یہاں تک چاہتا تھا کہ اگر ہوسکے تو اپنے بھائیوں کے بدلے جو جسم کی رو سے میرے قرابتی ہیں مسیح سے محروم رہوں" کاش کہ یہہ روح ہم پر بھی اُترے کہ ہم بھی اپنے وطن کے واسطے رووں۔ یہی سودیشی روح ہے۔

سیرآمپور میں ۷ ماہ گذرے کہ میں نے ایک عمارت میں دیکھا کہ سنگ مرمر کے سے چند لفظ لکھے ہیں کہ پادری ہنری مارٹن صاحب یہاں رہتا تھا اور مرگیا۔ اِنچھو برس کا عرصہ منقضی ہوا کہ وہ ایسٹ انڈیا کمپنی میں چیلین ہو کے آیا تھا۔ آپ کو یاد ہوگا کہ وہ اسی علاقہ میں روتا اور دعا کرتا تھا کہ وہ اپنے لوگوں کے واسطے راہ نکالے اور اُنکو بھیجے۔ اس کے گھر کے نزدیک ایک مندر تھا۔ ایک دن اس کو باجے کی آواز سنائی دی کہ دیوتے کے پجاری ناچتے اور گاتے تھے۔ پادری صاحب کو یہہ خیال گذرا کہ میں دوزخ کے منہ پر کھڑا ہوں اسکو بڑا جوش اور غیرت آئی اور وہ زبان سے کچھ نہ بول سکا سوا رونے کے۔ اگر وہ دیواریں آج گواہی دے سکتیں تو بتلاتیں کہ اس نے کتنے آنسو بہائے تھے۔ مسیح کی محبت اس کے دل میں یہاں تک جوش مارتی تھی کہ اس نے رو رو کے اپنی جان گنوادی۔ کیا آج سے لیکر ہم اس بڑے ملک کے لئو ایسی دعائیں کریں گے کہ جیسی پیشتر نے کبھی بھی نہ کی تھیں۔ میں اس ضرورت کو بہت محسوس کرتا ہوں۔ کیا آپ بھی کرتے ہیں؟ اگر ایسا ہی ہے تو آؤ ملکر پرجوش دعائیں کریں تاکہ ہمارے ملک سے بت و جہالت دور ہو جاوے۔ خداوند مسیح یہہ بھی چاہتا ہے کہ ہم کام کریں سچ ہے کہ کام کرنا آسان اور دعا کرنا مشکل لیکن جو اس کے برعکس بات ہو وہ بھی سچ ہے کہ دعا کرنا آسان کام کرنا مشکل ہے میں دیسی ہو کے یہہ کہتا ہوں کہ ہمارے واسطے دعا کرنا آسان ہے اور کام کرنا مشکل۔ شاید اگر کہا جاوے کہ آپ آج تمام رات ملک ہند کے لئے دعا کریں یا آپ سے یہہ درخواست کی جاوے کہ آیندہ سال فی ہفتہ منادی کریں تو کتنے آپ میں سے اس کو کرنیکو تیار ہونگے؟ میں اپنے ملک کے تجربہ کیموافق جواب دیتا ہوں کہ ولائتی کام کرنے کو تیار ہیں مگر ہم دیسی تیار نہیں۔ میں خیال کرتا ہوں کہ پطرس اصل مشرقی تھا جب اس نے کہا کہ اس پہاڑ پر ڈیرا بنادیں اور بیٹھ جاویں۔ پس بھائیو اگر ہم خداوند کو پیار کرتے ہیں تو کام کرنا شروع کردیں خواہ ہمکو مشن سے طلب ملے یا نہ ملے۔ خواہ ہم مناد ہوں خواہ استاد ہوں۔ خادم ہوں مخدوم ہوں ہم پر فرض ہے کہ کام کریں۔

پادری ہنری مارٹن صاحب کی زندگی مجھے پھر یاد آتی ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ وہ کشتی سے اتر کر ایک گاؤں میں گیا تو منادی کے وقت چھوٹے چھوٹے ٹریکٹس جو بانٹ دیا کرتا تھا بھول گیا تو اس نے دعا کی کہ اے خدا میں اُن کو لانا بھول گیا ہوں۔ انکا خون مجھ پر نہ رکھ۔ اسی طرح میں بھی ہند کی مختلف زبانوں کے ٹریکٹس لیکر روانہ ہوا ہوں۔ اسی طرح بھائیو چاہئے کہ ہم کسی نہ کسی طرح کام کرتے رہیں۔ میرے نزدیک یہہ مکاری ہے اگر ہم صرف دعا میں اپنی زندگی گزاریں اور اس کے لئے کام کرنے کو تیار نہوں۔ ایسی دعا کرنی فضول ہے کہ اے خدا مزدوروں کو بھیج اور ہم خود کام کرنے کو تیار نہوں۔ پولوس رسول کا بڑا شوق یہہ تھا کہ وہ ایسی جگہ جاکر منادی کرے جہاں پیشتر کسی نے نہ کی تھی دیکھو رومی ۱۵: ۲۰ آیت کہ "میں ایک حرمت کا مشتاق تھا کہ جہاں مسیح کا نام نہیں لیا گیا وہاں انجیل سناؤں تا نہووے کہ میں دوسرے کی نیو پر رد ا نکاؤں" یہہ شوق ہم میں بھی ہونا چاہئے پولوس ایک سودیشی تھا۔ لگاتار بغیر روک ٹوک کے مسیح کو پیش کرتا تھا

میں آپ لوگوں سے جو والدین ہیں عرض کرتا ہوں کہ ملک ہند کو مزدوروں کی بڑی ضرورت ہے اور نہ صرف اُن لوگوں کی ضرورت ہے جو کسی امتحان کو پاس نہیں کرتے پر انکی ضرورت ہے جو پاس کرتے ہیں جنوبی ہند میں میں نے یہہ تجربہ حاصل کیا کہ اکثر مسیحی والدین دیکھتے ہیں کہ اگر بچے کوئی امتحان پاس نہیں کر سکتے تو دینی خدمت کے لئے مقرر کرتے ہیں لیکن اگر وہ پاس کرلیتے ہیں تو گورنمنٹ کی خدمت کے لئے بہ یہ کئے جاتے ہیں اور یہی خراب حالت یہاں بھی دیکھنے و سننے میں آتی ہے اس کے لئے ہمکو شرم کرنا چاہئے۔ میں ایک دن ایک مشنری کے حق میں پڑھ رہا تھا کہ اس نے ۱۰ سال کام کیا اور خدا نے اس کو ۵ بچے دیئے اور وہ ہر روز دعا کرتا تھا کہ اے خدا انہیں اپنی خدمت کے لئے مخصوص کر۔ کیا ولائتی مشنری یہہ کر سکتے ہیں اور ہم نہیں؟ اگر ولائت کے لوگ ان بچوں کو جو پاس نہیں کرتے یہاں بھیجتے تو یہہ حالت جواب ہے وہ نہ ہوتی۔ مسیح کی محبت یہی چاہتی ہے کہ ہم اپنے اعلیٰ سے اعلیٰ چیز اس کی خدمت کے لئے دیدیں۔ یہاں پر ایک باپ حاضر ہے جو یہہ کہتا ہے کہ اپنے پہلوٹھے بیٹے کو اسی خدمت کے لئے دونگا اور باقی بیٹے اور کام کرینگے۔ کیا ہم اپنے سارے بچوں کو ہند کی نجات کے لئے مخصوص نہ کریں گے؟ میں نے بہت وقت آپکا لے لیا ہے میں اس تقریر کو ختم نہیں کرسکتا جبتک کہ

ایک فصیلہ آپکو سناوں پورٹ آرتھر جو ایک بندرگاہ ہے جہان جنگی جہاز ہیں اس کا منہ بوتل کی مانند ہے اس راستے میں جہاز ڈوب جاتے اور اکثر جانیں ہلاک ہوتی ہیں ایک افسر نے اپنے سپاہیوں کو بلا کر کہا کہ میں تمکو ایک ایسی خدمت پر بھیجتا ہوں جہاں سے آپ میں سے کوئی بھی زندہ واپس نہ آویگا ہزار موقعوں میں سے ایک موقعہ سخت تر ہے۔ اگر میرے سو بیٹے ہوتے تو میں ان سبکو روانہ کرتا اور اگر پہلوٹا بیٹا ہوتا تو وہ بھی بھیجتا پس اگر تمہارا ایک ہاتھ کاٹا جاوے تو دوسرے سے لڑو اور اگر دوسرا بھی کاٹا جاوے تو پاؤں سے لڑو اور اگر پاؤں بھی کاٹے جاویں تو سر سے لڑو ہاں مرتے دم تک لڑو۔ پس میرے عزیز ہموطن بھائیو ہمارا بھی جانثار سپہ سالار یہی فرماتا ہے کہ اپنی جانفشانی کوشش کرو کہ تنگ دروازہ سے داخل ہو وغیرہ۔ مسیح نے اپنی زندگی اپنی جان ہند کے واسطے دیدی اور وہ ہمیں بھی یہی فرماتا ہے کہ تم بھی اپنی زندگی اپنی جان ہند کے لئے مخصوص و قربان کرو۔ میں نے بھی اپنے آپ کو ہند کے لئے دیدیا ہے یہہ کوشش کرتا ہوں کہ جہاں اب تک انجیل نہیں سنائی گئی وہاں انجیل پہنچائی جائے آپ میں سے بہت ہیں جو اس سوسائٹی کے قوانین سے واقف ہیں اور اگر واقف نہیں ہیں تو نیشنل مشنری انٹیلی جنسر جسکی قیمت بمعہ محصول ڈاک ۱ر آنہ سالانہ ہے ماہواری پہلا اخبار ماہ ستمبر سے نکلیگا اسکو خریدکر پڑھیں تو آپکو سب کیفیت معلوم ہوجاویگی۔

اس سوسائٹی کے لئے چندہ۔ آدمی۔ دعا درکار ہے۔ اب میں آخر میں یہی کہنے چاہتا ہوں کہ ہمکو چاہئے کہ ہم اپنے بچوں کو اور اپنی جائیداد و مال کو ملک ہند کے لئے دیدیں اور اپنے آپ کو بھی ملک ہند کی نجات کے لئے مخصوص کریں اور دعا کریں کہ ہند نجات پاوے ہمارے خداوند یسوع مسیح کے وسیلے سے آمین۔

اس تقریر کے ختم ہونے پر دو شخص اٹھے اور انہوں نے اپنے آپکو اس خدمت کے لئے پیش کیا۔ ایک شخص پاسبان تھا جسنے وعدہ کیا کہ میں اپنی جماعت سے ۱۲ روپیہ سالانہ دیا کرونگا۔ بعض نے اٹھکر کچھ نقد مسٹر عزرایا صاحب کو دیدیا اور اکثروں نے وعدہ کرلئے کہ ہم اپنے اسٹیشنوں میں جاکر اس سوسائٹی کی شاخیں مقرر کرینگے اور اپنے اپنے نام لکھوا دیئے اور سب مسیحیوں کی طرف سے اس سوسائٹی کے لئے بڑی خوشی ظاہر کی گئی۔

اے ناظرین بالتمکین جنے یہہ مضمون حب الوطنی کے لحاظ سے قلم بند کرکے بڑی کوشش سے لکھا ہو تاکہ اس احسن خدمت کے لئے اپنے ہموطنوں کو تحریک دلاوؤں اس لئے میری عرض ہے کہ جب یہ شائع ہوکر آپ کے پاس پہنچے تو اپنی اپنی جماعتوں میں سنائیں یا سنوائیں تاکہ ہم سب ایک دل و ایک جان ہوکر اس خدمت میں تن من دھن سے ممد و مددگار ہوں تاکہ ہمارا نجات دہندہ جلال پاوے ٭

راقم جسونت سنگھ از کلارک آباد۔

مسز وائیلی مرحومہ کے حق میں خاندان کی مختصر شہادت

میموریل پریسبٹرال کمیٹی نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ میں اپنے خاندان کی طرف سے آپ صاحبان کے سامنے اپنی ماں کی زندگی کا کچھ تذکرہ کروں میرے لئے یہہ ایک بڑا مشکل کام ہے کیونکہ یہہ نہ صرف میری لیاقت سے باہر بلکہ طبیعت کے عین خلاف ہے خیر کچھ ہوا تو کمیٹی کے حکم کی تعمیل ہونی چاہئے۔

ہم خدا کا بڑا شکر کرتے ہیں یہہ دیکھ کر کہ یہہ یادگار آج طیار ہے جس کی تکمیل کا ہمارا بڑا بھائی مرحوم بھی فکرمند تھا۔

میں اپنے خاندان کیطرف سے اُن دوستوں کا بھی تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے اس یادگار کے بنانے میں بڑی فیاضی اور فراخ دلی ظاہر کی نہ صرف روپے کی صورت میں بلکہ ہرطرح کے صلاح اور مشورہ میں۔

ہماری ماں جس کی کہ یہہ یادگار کھڑی ہے کوئی غیر معمولی لیاقت والی نہیں تھی اور نہ ہی دنیوی لحاظ سے کسی امیرالامرا کی بیٹی تھی برعکس اس کے وہ اوسط سمجھ (Common sense) کی اور سخت محنتی عورت تھی جس کے سبب سے ہمارے خاندان کو بڑا ہی فخر حاصل ہے۔ کہتے ہیں کہ پریزیڈنٹ لنکن کو کسی صاحب نے بھری مجلس میں درزی کا بیٹا کہکر بے عزت کرنا چاہا مگر پریزیڈنٹ صاحب نے اسی مذمت کو یہہ کہکر اپنے فخر کا باعث ثابت کیا کہ اگرچہ میرا باپ درزی تھا مگر وہ اپنے گاؤں میں یکتا درزی تھا۔ ہم بھی اپنے دل میں یہہ کہکر فخر کیا کرتے ہیں کہ اگرچہ ہماری ماں دنیوی لحاظ سے ایک عام عورت تھی مگر وہ اس مشن آحاطہ میں یکتا جفاکش اور محنتی عورت تھی جس کے باعث سے وہ تمام احاطہ کی ستورات میں ایک نمونہ رہی اور یہی اس کی جسمانی زندگی کی کامیابی کا بھید تھا۔ تمام عمر اس کا گھر صاف اس کے گھر کا صحن صاف گھر کا انتظام ٹھیک اور گھر کا خرچ آمدنی کے اندر رہا۔

ہماری ماں سادہ طبیعت اور سادہ طور اور سادہ لباس تھی حالانکہ خدا نے انکو سب کچھ دیا ہوا تھا

وہ خوش اخلاق اور ملنسار تھی جسکی وجہ سے وہ ہر دل عزیز تھی۔

ہماری ماں کی یہہ یادگار اُس کی دنیوی خوبیوں کا اظہار اتنا نہیں ہے کہ جتنا کہ اس کی روحانی خوبیوں کا اظہار ہے۔ اس یادگار کا نام "پریر ہال" رکھنا ہی اس امر کا شاہد ہے۔

(۱) وہ مضبوط ایمان کی تھی۔ وہ آخر دم تک ہر حالت میں زمانوں کے چٹان یعنے خداوند یسوع مسیح پر تکیہ کئے بیٹھی رہی۔

(۲) وہ پاکیزگی کی بڑی غیرت مند تھی وہ نہ صرف خود پاک زندگی بسر کرنے کی کوشش کرتی رہی پر تمام عمر اپنے خاندان اور تمام کلیسیا لودیانہ کی پاکیزگی کی غیرت مند رہی۔

(۳) وہ پاک کلام کی بڑی پڑھنے والی تھی۔ ہمیں یاد ہے کہ جب کبھی ہمارے بڑے بھائی مرحوم کو اپنے وعظ یا سنڈے سکول کے سبق کی طیاری میں کسی بائیبل کے حوالہ کی ضرورت آن پڑتی تھی تو وہ اپنی ماں سے Concordance کا کام لیا کرتے تھے۔

ہماری ماں کا کتب خانہ زیادہ تر بائیبل تھا اور دوسرے درجے پر چشمہ زندگی۔ جنگ مقدس مسیحی مسافر اور آئینہ دل تھا جنکو اس نے بارہا اپنی زندگی میں پڑھا۔ دینی کتابوں کے پڑھنے کا اسکو یہاں تک شوق تھا کہ اپنے نابیناپن میں اکثر اپنی بیٹیوں سے بائیبل اور دینی قصہ کہانیاں پڑھوا کر اپنا دل بہلایا کرتی تھی۔ دینی کتابیں اور دینی گفتگو اسکی خوراک ہو گئی تھی۔

(۴) وہ بشارت کے کام میں بہت شوق لیا کرتی تھیں۔ خانگی کاروبار اور تفکرات سے فرغ ہوکر وہ بطور خود لودیانہ شہر میں اور مس صاحبان کے ساتھ گاؤں بہ گاؤں وقتاً فوقتاً منادی کرتی رہیں۔ اور اپنے کارخانوں اور گھر کے نوکروں اور زنانہ ہسپتال کے بیماروں میں بھی خدا کا کلام سناتی رہیں اس طرح پر وہ مسیح کی بادشاہت کے پھیلانے میں بڑی ساعی رہیں

ہماری ناقص عقل میں ان تمام روحانی خوبیوں کا سرچشمہ ان کی خلوتی اور خانگی دعا تھا اور یہہ انکی روحانی زندگی کا بھید تھا۔ بیشک وہ عورت دعا تھی اسکو خدا کے حضور میں کھڑا رہنا اور اس کی صحبت میں رہنا زیادہ پسند آتا تھا۔ جب ہم اس کی خلوتی دعاؤں کو یاد کرتے ہیں تو ہمکو ہمیشہ یعقوب کی کشتی اس فرشتے کے ساتھ یاد آتی ہے۔ چنانچہ جب وہ دُعا سے اٹھتی تھی اُس کی آنکھیں آنسوؤں سے تر اور چہرہ سُرخ ہوا کرتا تھا۔ تمام عمر خانگی دعا نہیں چھوڑی۔ جب کبھی ہماری غفلت یا دنیوی کاروبار کی زیادتی کیوجہ سے ہم دعا پر حاضر نہ ہوتے تو وہ تمام دن سخت ناراض رہتی اور یہہ کہا کرتی تعجب ہے ایسا نہ ہو کہ خدا کی لعنت ہمارے گھر پر آجاوے اور جب دعا ہو جاتی تو ہم سب سے خوش اور بشاش رہتی۔ ہمکو کوئی ایسی خانگی دعا یاد نہیں کہ جسمیں یہ فقرا نہ ہوا کرتا کہ "اے خدا ان بچوں میں سے کوئی کھویا نہ جائے"۔ اور اس کی زندگی کا آخری کام بھی دعا ہی تھا جسمیں خدا نے اسکو قبول کیا۔

آخر میں ہم پھر خدا کا بڑا شکر کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں ایسی دیندار ماں بخشی اور ہمکو یہاں تک خوش قسمت کیا کہ وہ بہت دیر تک ہمارے ساتھ رہی اور ہمیں اپنے نیک نمونہ۔ نصیحت۔ صلاح اور دُعا سے خدا کی راہ پر چلاتی رہی۔

پی۔ وائیلی۔ لودیانہ

اکتوبر ۳۰۔ سنہ ۱۹۰۶ء

ویدک ایشور

سوامی دیانند اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۸۱ میں بجواب اس سوال کے کہ پرمیشور قادر مطلق ہے اس لئے وہ جیو دیر کرتی کو پیدا کر سکتا ہے لکھتے ہیں کہ خدا ناممکن بات کو نہیں کر سکتا نہ پتھر آگ پانی وغیرہ کی صفات کو پلٹ نہیں سکتا" سوامی دیانند کے قول کے بموجب لفظ ناممکن خدا پر بھی عاید ہو سکتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ لفظ ناممکن کے معنے بھی سوامی جی نہیں جانتے کیونکہ ناممکن انسان کے لئے ہے خدا چونکہ خالق کل ہے اور اپنی طاقتوں میں لامحدود اس لئے کوئی بات خدا کے آگے ناممکن نہیں ہے اور انسان چونکہ محدود طاقتوں والا ہے اس کے لئے بعض چیزیں ناممکن ہیں کیونکہ اسکی طاقت سے باہر ہیں لیکن جو کچھ انسانی طاقت کے اندر ہے وہ انسان کے لئے بھی ناممکن نہیں گو بعض کے لئے مشکل ہو۔ مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ گھی شہد اور سوہاگہ کو ملا کر اگر کسی کشتہ زر یا نقرہ وغیرہ کو جو بالکل خاک ہو گیا ہو اسمیں رکھ کر بوتہ میں آگ دی جاوے تو وہ زندہ ہو جاتا ہے یعنی اپنی پہلی حالت کو قبول کر لیتا ہے یہہ ایک ایسا فعل ہے کہ انسانی طاقت میں محدود ہے گو بعض آدمی اسکو نہ بنا سکیں اور پھر ہم دیکھتے ہیں کہ انسانی طاقت میں انجن و تار برقی وغیرہ کی ایجاد تھی اس لئے وہ انکا موجد ہوا اور جو چیزیں کہ انسانی طاقت سے باہر ہیں وہ انسان بنا ہی نہیں سکتا خواہ تمام جہان کے انسان اکٹھے ہو جاویں اسکی وجہ کیا ہے یہی کہ انسانی طاقت کی حد سے باہر ہے اسی طرح اگر ہم ناممکن کا لفظ خدا کے لئے بھی جائز رکھیں تو کہنا پڑیگا کہ خدا کی طاقتیں بھی محدود ہیں گو نسبتاً انسانی طاقت سے زیادہ ہوں مثلاً ایک

ایک آدمی بڑا مضبوط اور زور آور ہے اور دوسرا اس سے نسبتاً کم زور والا اب دیکھو کہ دوسرا آدمی کی طاقت نسبتاً اس زور آور سے کم ہے لیکن ہم صرف اسی لئے کہ وہ ایک آدمی بازیادہ سے طاقتور ہے اُسکو الٰہ خدا نہیں مان سکتے اسی طرح ہم مان لیتے ہیں کہ سوامی دیانند جو پرمیشور پیش کر رہے ہیں وہ انسان سے گو کچھ زیادہ طاقتیں رکھتا ہو تو بھی خدا نہیں ہو سکتا وہ بھی صرف انسان کی مانند ایک محدود ہستی ہے گو انسان سے زبردست ہی کیوں نہ ہو۔ باقی آئندہ

راقم۔ رحمت مسیح از شاہ کوٹ

اشتہارات

ہمارا کارخانہ کیوں مشہور ہے

ناظرین ہم اشتہار کو طول دینا یا اپنی تعریف خود لکھنا مناسب نہیں جانتے تعریف وہ ہوتی ہے جو دوسرے لوگ کریں اسلئے فضول تحریرات کو چھوڑ کر اصل مطلب کی طرف قلم اُٹھاتا ہوں اور سب صاحبان سے یہہ وعدہ کرتا ہوں کہ جو چیز خلاف نرخ ہو یا نرخ بازار سے گراں ہو کارخانہ اسکی ڈیپی کا ذمہ دار ہوگا مندرجہ ذیل اشیا کو کارخانہ اپنی نگرانی میں تیار کرا کر عمدہ نفیس روانہ کرتا ہے آپ صاحبان خرید کر فائدہ اٹھاویں (نوٹ) ہر ایک پارسل کا محصول بذمہ خریدار ہوگا۔ (فہرست اشیا معہ قیمت)

چادر پشمینہ ۳ گز طول ڈیڑھ گز عرض ہر رنگ	عے سے عہ
پردہ جوڑی بانات پر ریشم کا کام یا بانات مختلف رنگ	عے رعہ
پردہ جوڑی بانات پر ریشم کا کام طول ۳ گز عرض سوا گز	للعہ رہ
ٹیبل کلاتھ بانات پر ریشم کا کام ۲ گز مربع	سے رللعہ
” ” ” ” سوا گز مربع	سے رعہ
” ” ” ” ایک گز مربع	؎ ر صہ
پلنگ ٹیبل	للعہ سے عہ
چادر پوچی ۱۲ سے عہ۔ کشن جوڑا	؎ ر صہ
پٹو کشمیری چارخانہ فی تھان	سے رلعہ
پٹو کشمیری سادہ خود رنگ عمدہ فی تھان	سے سے عہ
ٹوپی مالیدہ کام دار کشتی نما	۱۲ر ر ؎
گلوبند پشمینہ کام دار	؎ ر صہ
دستانہ پشمینہ وجراب پشمینہ فی جوڑا	۸ر ر عہ
جراب ودستانہ ادنیٰ فی جوڑا	عہ ر ۱۲ر
دری پلنگ ۲½ گز طول ۱½ گز عرض	سے ر سے
دری پلنگ ۲½ گز طول ۱¼ گز عرض	؎ ر صہ
دری خورد ۲ گز طول ۱۸ گرہ عرض	عہ ر ؎
لوئی اور دھسّہ خودرنگ کشمیری	سے ر للعہ
غالیچہ کشمیری بنے اونی کام دار ۲ گز طول سوا گز عرض	سے رللعہ

نوٹ) ہر قسم کا اسباب آہنی اور پوشش و ظروف کے دیکھے کلاہ لنگی وغیرہ بار عایت ملسکتے ہیں کارخانہ سے طلب فرماویں قیمت بذریعہ منی آرڈر آنی چاہئے

المشتہر

عبدالغفار عبدالرشید کمیشن ایجنٹس گولڈن ٹرسٹ لودیانہ

مخزن مسیحی

یہہ ایک پندرہ روزہ مسیحی پرچہ ہے جو رومن اردو اور انگریزی زبانوں میں مسیحی کارندوں کے خاطر شایع ہوتا ہے اس کا مدعا ہے کہ بڑے بڑے مشنران انجیل اور کلیسائی کارندوں کے قلم سے نکلے ہوئے مضامین کے ذریعہ سے مسیحی کارندوں کی عملی استعانت کرے نیز مختلف مشن سٹیشنوں کی کلیسائی خبریں اس میں خصوصاً درج ہوتی ہیں سنڈے سکول اور کرسچن اینڈیور کے کاموں کے متعلق ہر قسم کی ضروری توجہ دی جاتی ہے۔

شرح چندہ کی حسب ذیل ہے

عوام سے	؎	سالانہ
اگر تنخواہ پچاس روپیہ سے کم ہو	؏	”
” ” پچیس روپیہ سے کم ہو	عہ	”
اگر تنخواہ پندرہ روپیہ سے کم ہو	۱۱ر	سالانہ
ادنیٰ ترین نرخ	۱۲ر	”

نمونہ کا پرچہ درخواست پر روانہ کیا جاتا ہے۔ درخواستیں ذیل کے پتہ پر آنی چاہئے۔

المشتہر

پادری اے جی۔ میگاڈ المورہ یو۔ پی۔ صوبجات

پرسبٹیرین بیواؤں و یتامےٰ کا فنڈ

یہہ فنڈ ۱۸۴۶ء میں قایم ہوا ہے تین سو سے زیادہ اشخاص اس میں شریک ہیں ساٹھ سال کے عرصہ میں اس فنڈ کی طرف سے زیادہ پنشن دیگئی ہے یہہ رقم اس کل رقم سے نو ہزار روپیہ زیادہ ہے جو چندہ دہندگان سے وصول ہوا ہے اس وقت اس فنڈ میں بیالیس ہزار پانسو روپیہ سے زیادہ خزانہ میں موجود ہے اس فنڈ کا نرخ کئی اور اس قسم کے فنڈ سے بہہ ارزان ہے۔ ہند کا ہر ایک مسیحی مرد اور عورت اس فنڈ میں شامل ہو سکتے ہیں مردوں کو بیبر سالی میں مستورات کو بیوہ کی حالت میں اور بچوں کو یتامیٰ میں اس فنڈ سے پنشن ملتا ہے۔ صرف ایک پیسہ کا کارڈ بھیجنے پر اسپکٹس روانہ کیا جاتا ہے۔

المشتہر

پادری ڈاکٹر جے کلارک صاحب ایم اے سیکرٹری ڈلکھا لاہور

دستور العمل نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے اخبار بغیر ضمیمہ ؏ معہ ضمیمہ	؏	
قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک	” ؏	” ؏

قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جائیگی ؛

پادری آر ڈی۔ ٹربیلی صاحب ایم اے اڈیٹر و منیجر نور افشاں کے واسطے مشن سٹیم پریس لودیانہ میں ٹائیلی برادرس کے اہتمام سے چھپا

